میری راہ

سوچی سمجھی ہوئی راہ ہے

وزارتی مشن کے زمانہ میں مسلمانوں کی حیثیت متعین کرنے کے لئے مختلف نعرے فضا میں بلند ہو رہے تھے اس ماحول میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد قدس سرہ سے ایک نامہ نگار نے سوال کیا تو مولانا نے فرمایا :-

. . . . . بیشک صورت حال یہی ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہئے ادنیٰ درجہ میں بھی پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے ایمان اور یقین کی مدد سے اپنی راہ خود متعین کرنی چاہیئے۔ اور اس کے بعد اس پر قدم جما لینے چاہئیں —— ہم جب تک ایک بات کو اپنی جگہ حق سمجھتے ہیں اس کو چھوڑ دینے کا کوئی موقعہ نہیں۔ میری راہ سوچی اور سمجھی ہوئی راہ ہے۔ اگر میں تنہا رہ جاؤں تب بھی اپنے مقام کو نہ چھوڑوں گا۔ ہاں اگر مجھ پر واضح ہو جائے کہ حق اس کے خلاف ہے تو میں اپنی جگہ چھوڑ دوں گا اور اس ایک لمحہ کو کفر سمجھوں گا، جو حق کے خلاف ہے۔

زمزم، لاہور
۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء

قیمت : ڈیڑھ روپیہ

۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — حضرت مولانا احمد علی رح

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ (متفق علیہ)

ترجمہ: انس رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان انسانوں کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا رہتا ہے۔

تشریح: جس طرح خون رگوں میں چل رہا ہے اور پتہ نہیں لگتا اسی طرح شیطان انسان کے دل میں جا کر گمراہ کن خیال ڈال دیتا ہے انسان خیال کرتا ہے کہ میری عقل یہ بات سمجھا رہی ہے حالانکہ دراصل وہ شیطان کی راہ نمائی ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ شَیْئٍ بِقَدَرٍ حَتّٰی الْعَجْزِ وَالْکَیْسِ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابن عمر رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا ۔ ہر چیز اندازے سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور عقلمندی بھی۔

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے کوئی چیز اس اندازہ الٰہی سے باہر نہیں ہوتی۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے گا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

تشریح: یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی بات نکالی جس کی کتاب و سنت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مستنبط نہ مل سکے تو وہ مردود ہے۔ (مرقاۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا ۔ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو بات سنے وہی نقل کر دے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اس شخص کو ڈانٹا گیا ہے جو ہر سنی ہوئی بات نقل کر دیتا ہے خواہ وہ سچی ہی ہو۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ جو بات آگے پہنچانے کے لائق ہو اس کی اشاعت کرے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّ سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اسلام بے کسی ہی میں شروع ہوا آخر میں پھر اس کی حالت ایسی ہو جائے گی ۔ پس اسلام کے (فرمانبردار) بے کسوں کو مبارک ہو۔

تشریح: جس طرح ابتداء

(باقی ۹ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲۷ ٭ شمارہ ۱۴
یکم ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ ٭ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۱ء

اس پرچہ میں

رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/۶۰ ، ششماہی -/۳۰
اشتراک	سہ ماہی -/۱۵ ، فی پرچہ ۱/۵۰

پبلشر مولانا عبید اللہ انور ، پرنٹر الٰہی بخش ، مطبع لاہور پرنٹرز ۳۰۰ ڈی ، موری گیٹ لاہور

شہدائے بالاکوٹ کی پکار

۱۳۴۶ھ / ۱۸۳۱ء کا سال تھا اور ذی قعدہ (مئی) کا مہینہ ، اہل صدق و صفا کا ایک قافلہ جو یو۔پی سے چلا تھا ملک کی شمال مغربی سرحد پر پہنچنے کے بعد یہاں کے ایک قصبہ "بالاکوٹ" میں پیہم سازشوں کا شکار ہو کر رہ گیا ——— جانتے ہو یہ کون لوگ تھے ؟ ان کے قافلہ سالار امیر المومنین امام المجاہدین حضرت السید احمد شہید بریلوی قدس سرہٗ تھے جو مادر زاد ولی اور میدان رزم کے ایک وفا پیشہ قائد و رہنما تھے ——— اس قافلہ میں حضرت الامام المجدد الشاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے خاندان کے کئی جیالے اور آپ کے مدرسہ علم و معرفت کے فیض یافتہ حضرات تھے۔ یہ لوگ کسی باقاعدہ فوج کے جوان تو نہ تھے لیکن ان میں جو ڈسپلن ، جو نظم اور اطاعت امیر کا جو جذبہ تھا اس کی مثال نہ ملتی تھی ——— انہیں کوئی تنخواہ ملتی تھی نہ وظیفہ ، خطرات و مصائب کا لامتناہی سلسلہ ان کے سامنے تھا لیکن ان کی جرأت ، عزم اور جذبۂ قربانی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد دلاتا تھا ۔ وہ حضرات صحابہ علیہم الرضوان کی طرح ہنستے مسکراتے موت کی وادیوں کی طرف بڑھ رہے تھے ——— ان کی زبانوں پر رجزیہ اشعار تھے ——

لست ابالی حین اقتل مسلما

انہوں نے انگریز ، سکھ ، لادینی طاقتوں اور خود بے دین و بے غیرت اور غدار ملت و وطن مسلمانوں کی سازشوں کا مقابلہ کیا اور خوب ، وہ جہاں سے گزرتے خیر القرون کے مسلمانوں کی روایات و اخلاق کی خوشبو بکھیرتے ، انہیں اسلام کا پیغام رحمت سناتے اور اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے رہے ——— لیکن آہ کہ بیگانوں سے زیادہ اپنوں نے بے وفائی کی

بقول سید سلیمان ندوی مرحوم "اگر شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمان وفاست کام لیتے تو ملک کا نقشہ ہی اور ہوتا لیکن ایسا نہ ہوا، خود غرض لوگ سکھ دربار اور انگریز مدبرین کی لَے میں لَے ملا کر ایسی حرکات کرتے رہے جنہوں نے ہر دور میں مسلمانوں کی تحریکات کو نقصان پہنچایا ہے —— تاہم یہ قدسی صفات بزرگ چونکہ حکومت و سلطنت کی خواہشات سے ماورا محض اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل تھے اس لئے انہوں نے اپنی تلواروں کو مسلمان قوم کے خون سے آلودہ نہیں کیا وہ خود خون و خاک میں غلطاں ہو کے رہ گئے، انہوں نے اپنی جانیں نچھاور کر دیں، اپنا انگ انگ کٹوا دیا پر مسلم کشی کی تہمت و الزام سے اپنے آپ کو بچا لیا۔

—— کس قدر ستم ظریف ہیں وہ لوگ جو ان مجاہدین حریت اور خادمان اسلام کے خلاف ژاژ خائی کرتے اور ان پر تہمتیں تراشتے ہیں۔ جن لوگوں کے اسلاف انگریزی حکومت کی وفاداری کا دم بھرتے رہے، جنہوں نے انگریز راج کے باوجود ہندوستان دارالاسلام ہونے کے فتوے دئے جنہوں نے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر تکفیر مسلم کی مہم جاری کی انہیں میدانِ رزم کی جانکاہیوں کا کیا پتہ؟

خیر ان لوگوں سے تو کوئی سروکار نہیں اس لئے کہ "کل اناء یترشح بما فیہ" ہمارا روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے جو ان وفاکیشانِ محبت سے اپنی نسبت کا اظہار کرتے اور ان کی کوئی تحریر و تقریر ان اکابر کے ذکر خیر کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

—— کہ پدرم سلطان بود کے نعروں سے دنیا میں کوئی قوم زندہ رہی نہ زندہ رہ سکتی ہے۔ شہدائے بالاکوٹ کے نام لیواؤ! سوچو، اور ہوش سے کام لو، آج تم کس مقام پر ہو وہ لوگ جو کبھی عمل کے میدان میں گھٹنوں کے بل چلنا نہیں جانتے تھے وہ آج سرپٹ دوڑ رہے ہیں اور تم ہو کہ کل تک دوشِ ہوا پر تمہاری سواریاں چلتی تھیں لیکن آج طفل دبستان کی طرح تم چلنے کی مشق تک بھول گئے ہو —— ہم محسوس کرتے ہیں، کہ تمہارے جذباتِ عشق سرد ہو گئے ہیں۔ ایمان و یقین کی چنگاریاں دب چکی ہیں، موت کا خوف تمہارے سروں پر مسلط ہو چکا ہے۔ دنیا اور دنیوی لذات کی خواہش تمہارا مقصود زندگی بن کر رہ گیا ہے۔ حضرت مجدد الفِ ثانی کا سوزِ دروں، امام ولی اللہ اور ان کے خاندان کے جذبات دینی کبھی تمہارا سرمایہ تھا لیکن آج تم مٹی کا ڈھیر ہو —— اگر تم نے انگڑائی نہ لی، خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو یقین ہے کہ تمہارا وجود مٹ جائے گا اور اس دھرتی پر کوئی تمہارا نام لینے والا نہ ہو گا۔

ہم پوری دلسوزی اور خلوص و محبت کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ اپنی صفوں کے انتشار کو درست کرو، آپس کا الجھاؤ ختم کرو نیکی و تقویٰ کی روش کو اپناؤ، مخلوقِ خدا کی غمگساری و غمخواری اپنا مقصد زندگی بنا لو، اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے محنت کرو۔

"ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین" تمہارا منشور ہو تو یقین جانو کہ دھرتی پر پھر تمہارا نام گونجے گا اور ایک بار پھر تم ادبار و پستی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر بام ثریا تک پہنچ جاؤ گے۔

خدائے بزرگ و برتر ہمیں اپنے اسلاف کے جذبات دینی کا حقیقی معنوں میں وارث بنائے۔

میاں محمد اجمل قادری کا پروگرام

یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب مسجد شیریں جھنگ شہر میں میاں محمد اجمل قادری صاحب مجلس ذکر کرائیں گے۔

۲ر اکتوبر کو شور کوٹ جائیں گے۔ اس سے قبل جمعیۃ طلباء اسلام کے کنونشن میں شرکت کی غرض سے مردان جائیں گے۔ اور دوسرے مختلف مقامات پر احباب سے ملاقاتیں کریں گے۔

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: علوی

مقدّس مِشن

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

محترم حضرات و معزز خواتین!

آج مغرب کی نماز سے ہمارے قریبی قصبہ رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کا اجتماع شروع ہو چکا ہے۔ جس میں ملک کے ہر حصّہ سے لاکھوں لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں نیز بیرون ملک سے ہر خطہ کے لوگ پہنچ رہے ہیں۔ اس جماعت کے بانی ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی قدس سرہٗ تھے جو کاندھلہ کی مردم خیز زمین کے فرزند تھے۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ جیسے ارباب باطن لوگوں سے آپ نے استفادہ کیا تھا اور ان کی مجلسوں میں کسب فیض کیا تھا۔ اس کام کی تڑپ اللہ تعالےٰ نے آپ کے دل میں ڈالی اور آپ نے میوات کے علاقہ سے اس کام کا آغاز کر دیا۔ یہ خطّہ ایسا تھا کہ اس میں بڑے بہادر اور جنگجو قسم کے لوگ رہتے تھے لیکن بدقسمتی سے پڑوسی اقوام کی معاشرت کا ان پر گہرا اثر تھا۔ آپ نے جب اس خطّہ میں کام شروع کیا تو ابتدا میں آپ کو اسی طرح تکالیف سے دو چار ہونا پڑا جس طرح اللہ کے نیک بندوں کو ان کاموں میں زحمتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں لیکن بالآخر آپ کی جد و جہد، سعی و کاوش، خلوص و ایثار اور دلسوزی و تڑپ رنگ لائی اور اس علاقے کے لوگ اللہ کے دین کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آج بحمد اللہ اس علاقے کے لوگ ساری دنیا میں اس کام میں مصروف عمل ہیں اور کلیدی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف ان کے صاحبزادے اس کام کے نگران قرار پائے جو دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ اور ہمارے حضرت مدنی قدس سرہٗ کے بہت عزیز و محبوب شاگرد تھے۔ اپنے حضرت رحمہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مولانا محمد الیاس صاحب کے بڑے مخلصانہ تعلقات تھے تو مولانا محمد یوسف کے عزیزانہ حضرت ان پر بڑی شفقت فرماتے۔ وہ بھی اکثر مواقع پر حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے اور حضرت بڑی محبت سے دعائیں فرماتے وہ بھی جواں مرگی کا ہی شکار ہو گئے لیکن ان کے دور میں اس کام نے بڑی وسعت حاصل کر لی۔ اور یورپ و ایشیا اور افریقہ و امریکہ کے چپہ چپہ پر کام پھیل گیا۔ مولانا کے بعد ان کے صاحبزادے عزیز القدر مولوی محمد ہارون صاحب آگے بڑھے۔ اور اللہ کی مرضی وہ بہت ہی چھوٹی عمر میں اس راہ میں قربان ہو گئے یوں تین نسلیں اس کام کی نذر ہو گئیں۔ لیکن آج جو بہار اور رونق ہے کہ ہزاروں افراد ایک ایک چلّہ سے ۹، ۹ چلّوں تک اپنا بستر اٹھائے اپنا خرچ کر کے دنیا میں گھوم پھر کر دعوتِ دین کا کام کر رہے ہیں یہ انہی قربانیوں کا ثمر ہے قدرت نے یہ توفیق بخشی ہے کہ کسی سے اُلجھے بغیر اور کسی سے کسی قسم کا تعاون مالی حاصل کئے بغیر یہ حضرات یہ کام کر رہے ہیں اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جو غلط فہمیوں اور دوسرے اسباب کے تحت ان کے خلاف پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں انہیں برا بھلا بھی کہتے ہیں اور بھی زیادتیاں کرتے ہیں لیکن یہ ایسے بے نفس لوگ

ہیں کہ کسی قسم کی پرواہ کئے بغیر وہ اپنا کام کر رہے ہیں ہزاروں بندگان خدا ان کی کوششوں سے اسلام کے دائرہ میں آچکے ہیں، لاکھوں نماز روزہ اور اوامر اسلام کے پابند ہو چکے ہیں، زندگیوں میں انقلاب آگیا ہے۔ یہ سب برکت ہے خلوص کی، ایثار کی، بے نفسی اور بے غرضی کی۔ جب اللہ کا کوئی بندہ اللہ کے دین کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ابتداء میں حالات کی نامساعدت ضرور اس کا راستہ روکتی ہے لیکن بالآخر فرد واحد قافلہ بن جاتا ہے اور پھر طوفان بھی اس کا راستہ نہیں روک سکتے۔

خوبی یہ ہے کہ ہر کام اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات کے مطابق بزرگانِ دین اور علماء کرام کا احترام، عام مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک اور مروت ایسی کہ قرونِ اولیٰ کی باتیں یاد آجاتی ہیں۔

بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دینی جدو جہد میں مصروف ہیں اور یقین ہے کہ یہ لوگ امت کے محسن ہیں کیونکہ دعوت و تبلیغ کا کام ہر مسلمان کا فرض ہے یہ لوگ یہ کام کرکے ہم سب کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ احباب کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی دعوت و تبلیغ کے لئے وقف کر دیں۔ اللہ کے جو بندے دین اسلام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں خدا خود ان کا ضامن و کفیل بن جاتا ہے اور ہر طرح ان کی نصرت و تائید ہوتی ہے۔

میری دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اس اجتماع اور اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کو دنیا بھر میں اشاعت و غلبۂ دین کا ذریعہ بنائے۔آمین !

بقیہ : احادیث الرسولؐ

اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے مطیع چند آدمی تھے جنہیں اپنے قبیلوں نے گھروں سے نکال کر بے خانماں کر دیا تھا اسی طرح آخر وقت میں اسلام کے سچے متبعین غریب آدمی ہی نظر آئیں گے۔

بقیہ : بچّوں کا صفحہ

کہ ہمارا اب بھی یہی ایمان ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں چنانچہ کفار نے انہیں سولی پر لٹکا کر شہید کر دیا۔ (رضی اللہ عنہم)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے اندر سچ بولنے اور سچائی پر قائم رہنے کا جذبہ کس قدر جوش میں تھا۔

اسلام کی تعلیمات چونکہ قیامت تک کے لئے ہیں اس لئے سچائی اختیار کرنا اور ہر وقت سچ بولنا بھی ہر دور میں لازم ہے۔ اس لئے پیارے بچو! ہمیشہ سچ بولو اور دوسروں کو بھی سچ بولنے کی تلقین کرو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو سچائی پر قائم رکھے۔آمین !

بقیہ : طبی مشورے

ج : نزلہ کے لئے یہ شربت بنا لیں (۱) خشخاش سفید ۵ تولہ۔ (۲) اجوائن خراسانی ۲ تولہ (۳) تخم کاہو ۴ تولہ (۴) گل گاؤزبان ۲ تولہ (۵) تخم مورد ۲ تولہ (۶) کشنیز خشک ۲ تولہ (۷) اسطوخودوس ۲ تولہ۔ سب دوائیں ایک سیر پانی میں چار پہر تک بھگو کر جوش دیں جب ڈیڑھ پاؤ پانی رہ جائے مل کر چھان لیں۔ اس پانی میں تین پاؤ چینی ملا کر شربت پکائیں۔ شربت تیار ہو جائے تو اس میں (۱) گل سرخ (۲) کشنیز (۳) رب السوس (۴) گوند ببول باریک پیس کر ملا دیں۔ روزانہ صبح و شام ایک ایک تولہ شربت پانی ملائے بغیر پلائیں۔

کھانسی کے لئے یہ نسخہ بنا لیں (۱) تج ایک تولہ (۲) الائچی سبز ایک تولہ (۳) طباشیر ایک تولہ۔ (۴) ملٹھی ایک تولہ (۵) نگھاں ایک تولہ (۶) مغز کول ڈوڈا ایک تولہ۔ سب دوائیں باریک پیس کر ۴ تولہ مغز بادام باریک پیس کر ملا لیں۔ اور دس تولہ شہد خالص ملا کر محفوظ کر لیں رات سوتے وقت ایک تولہ چٹائیں۔ انشاءاللہ صحت ہوگی۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

کامیابی اسے نصیب ہوگی جو قلب سلیم لے کر آئیگا

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :-

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۔ ۔ ۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ٥

الشعراء ۷۵ تا ۸۹ (صدق اللہ العظیم)

بزرگانِ گرامی، برادرانِ عزیز!

موسم حج کی مناسبت سے دو تین صحبتوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر چل رہا ہے۔ اسی ضمن میں آج بھی کچھ گذارشات پیش کرنی ہیں اسی لئے سورۂ شعراء کی ۱۴ چھوٹی چھوٹی آیتیں تلاوت کی گئی ہیں۔

مختصراً آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا سارا جگ دشمن تھا اس دور کی حکومت جس کا سربراہ نمرود تھا غایت درجہ متشدد، ظالم، سفاک اور خدا ناآشنا تھی۔ الناس علیٰ دین ملوکہم کے مصداق سوسائٹی کا بھی یہی حال تھا۔ حتیٰ کہ خدا کا خلیل جس گھر میں پیدا ہوا اس گھر کا سربراہ "آذر" فکری اور عملی طور پر تمام گمراہیوں کا شکار تھا ابراہیم علیہ السلام نے چومکھی جنگ لڑی۔ اس طویل اور صبر آزما جنگ میں انہیں بے پناہ مصائب سے دو چار ہونا پڑا جس کا کسی قدر ذکر آپ سن چکے ہیں۔

قرآن عزیز میں متعدد مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کا ذکر ہے انہوں نے اپنے باپ سے کیا کہا؟ قوم اور سوسائٹی سے کس طرح مخاطب ہوئے؟ حکمران ٹولہ سے کیا گفتگو ہوئی؟ یہ سب باتیں اس کلام مقدس میں موجود ہیں حتیٰ کہ جواباً جو باتیں ہوئیں ان کا بھی ذکر ہے۔ مندرجہ بالا آیات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ اس سورۃ میں زیادہ تر سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی قوموں کا ہی ذکر ہے۔ پانچواں پورا رکوع ذکر خلیل علیہ السلام کے لئے وقف ہے۔ اسی کا ایک حصہ یہ آیات ہیں۔

خلاصہ

حضرت لاہوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "فرعون اپنی خدائی منواتا تھا (جس کا ذکر پچھلے رکوعوں میں ہے) ابراہیم علیہ السلام کی قوم مشرک ہے اور اجرام علویہ (چاند سورج ستارے) کو خدا بناتی ہے۔ اس پس منظر میں رکوع میں کلام کیا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ ان لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے مطلع کریں —— وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام جس سوسائٹی میں مبعوث ہوئے اس کے مختلف حصے تھے اور ہر حصہ ابراہیم علیہ السلام سے اپنی نسبت ظاہر کرتا تھا، ان کے واقعات نقل کرنے سے ایک مقصد تو یہ تھا کہ ان پر واضح کر دیا جائے کہ ابراہیم علیہ السلام سے تمہارا دعویٰ نسبت صحیح نہیں — ان کی تعلیم اور تھی تمہارا عمل اور ہے۔ دوسرے حضور علیہ السلام کا اطمینان مقصود تھا کہ اس راہ میں جن جن مشکلات سے آپ کو دو چار ہونا پڑ رہا ہے ایسا ہی معاملہ سب کے ساتھ حتیٰ کہ آپ کے جدامجد کے ساتھ بیت چکا ہے۔ سلسلہ کلام یوں شروع ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم اور والد

سے پوچھا کہ جناب آپ آخر کس کو پوجتے ہیں، یہ اصنام و اجرام اور مٹی کی مورتیاں ان کی کیا حقیقت ہے؟ اور جب انہوں نے کہا کہ بس ہمارے معبود یہی بُت پرست ہیں تو جناب خلیلؑ نے معاً پوچھا آخر یہ تمہاری سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچانے کی ہمت و سکت رکھتے ہیں؟ تو اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور تھا تو صرف وہ جو ابتدا سے آج تک تمام گم کردہ راہ اقوام کا رہا ہے کہ بس ہمارے آباء و اجداد کا یہی طریقہ تھا سو ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا نعرۂ حق

جب انہوں نے کمال درجہ جہالت و حماقت سے یہ کہا کہ یہ ہمارے بڑوں کا انداز و طریقہ ہے تو ابراہیم علیہ السلام نے کمال درجہ جرأت و عزیمت اور نبوی استقامت کے ساتھ اعلان کیا کہ یہ سب میرے دشمن ہیں میرا تعلق ہے تو صرف رب العالمین سے، وہ رب العالمین جس نے میری تخلیق کی اور مجھے راہ دکھائی جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے جو میری بیماری میں مجھے شفا بخشتا ہے جس کے قبضہ میں موت و حیات اور جس کی ذات سے مجھے یہ امید وابستہ ہے کہ

وہ صبح قیامت میں مجھے سربلندی و سرخروئی عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا رُخ پھیرا، اور خدائے قادر و توانا کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے میرے رب! مجھے کمال علم و دانش کی دولت سے سرفراز فرما، مجھے نیکوں کا ساتھی بنا، آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ اور مجھے جنت نعیم کی نعمتوں کا وارث بنا، اے میرے اللہ! بدقسمتی سے میرا باپ گمراہ ہے، ہدایت کی توفیق دے کر اس کی بخشش کا سامان کر دے ——— لیکن آہ کہ خدائی مشیت و حکمت میں ان کے باپ کی ہدایت و نجات منظور نہ تھی وہ مرا اور کفر کی حالت میں ——— آگے ابراہیم علیہ السلام نے کمال درجہ خشوع و خضوع اور عبدیت صادقہ کے جذبات میں اسی ہستیٔ مطلق کے حضور عرض کیا:

"میرے پروردگار! مجھے ذلیل نہ کر کہ جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے
جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

نجات کا منشور

محترم حضرات! ہم نے آیات کریمہ کے مقاصد و ترجمانی خلاصتہً حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے الفاظ میں عرض کر دی ——— یقین جانیں یہی نجات

کا منشور ہے۔ صبح قیامت کی ہولناکیوں سے بچاؤ کا یہی ذریعہ ہے، یہی وہ صراط مستقیم ہے۔ جس کی طرف بلانے کی غرض سے خدا کے صدہا فرستادہ آئے، ہر آنے والا اپنی ذات میں معصوم تھا ہر کسی نے اپنے رب کے حکم سے یہی بات دنیا کو کہی اور سمجھائی، دنیا کی مادی نعمتوں اور جماعتی گروہ بندیوں کا شکار لوگ نیز اپنے جھوٹے وقار اور دنیا کے کھوٹے سکوں کے رسیا لوگوں نے اپنی بے بہا طاقتوں سے اس دعوت کی مخالفت کی۔ اس دعوت کے داعیوں کو تکلیفیں پہنچائیں ——— نتیجہ آخر میں یہی ہوا کہ اہل حق غالب آئے، انبیاء مظفر و منصور ہوئے اور ان کے مخالفین پٹ گئے۔

آہ میں اتنی ہی بات کہنا چاہتا ہوں جو آخری آیت میں ہے، کہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ نجات محض اسے نصیب ہوگی جو خدا کے پاس کفر و شرک اور دنیوی آلائشوں سے پاک دل لے کر آیا۔

عزیزانِ گرامی! آدم علیہ السلام سے خلیل علیہ السلام تک اور خلیل علیہ السلام سے محمد کریم علیہ السلام تک سب نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا ——— آئیں اور غور کریں، اپنے دل کا حال ہر کوئی خود جانتا ہے۔ اگر

قربانی کا تصور اور جذباتِ ابراہیمی

رضائے الٰہی کی خاطر ہر ایثار کے لیے تیار رہیئے

اہلِ ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمے ہے (قرآن حکیم)

مولانا احمد علی مرحوم

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے اسی وقت سے قربانی کی مبارک رسم قائم چلی آ رہی ہے۔ "ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔"
(قرآن حکیم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیلؑ) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا اس وقت غیب سے ندا آئی اے ابراہیم (علیہ السلام) تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا اس قربانی سے یہ نتائج اخذ کئے گئے (۱) حضرت ابراہیمؑ حصول رضاء الٰہی کے لیے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا۔ (۲) جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مال قربان کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔ (۳) جب ان کے ہاں جان اولاد اور مال رضائے الٰہی کے مقابلے میں کوئی چیز نہ تھا۔ تو وہاں حب وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی تھی؟ (۴) جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اولاد کی پرواہ نہ کرتے تو اعزہ و اقرباء کے تعلقات انہیں خدا کی راہ میں کب حائل ہو سکتے ہیں۔ (۵) جب ان کی جان، اولاد اعزہ و اقرباء رضائے الٰہی پر قربان ہو چکے ہیں تو حب بقیہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی ہے (۶) جب رضائے الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت اللہ کا دل کب بہا سکتی ہے؟

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور [illegible] اسی ملت ابراہیمی کے رہنما ہیں۔
"اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تم کو اور امتوں سے ممتاز فرمایا اور اس نے تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا۔"
(قرآن مجید)

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ملت ابراہیمی [illegible] تربیت عمری تیرا [illegible] کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے بھی اپنی امت کو [illegible] خلیل قربانی کی یاد تازہ کرائی۔ تاکہ امت محمدیہ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کوئی [illegible] ذرہ سے مشابہ ہو جائے۔ مسلمانوں کو [illegible] کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال [illegible] پاکیزہ جذبات کا نام قربانی ہے جو [illegible] مقبول ہے۔

"اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت [illegible] نہیں پہنچتے۔ اس کے ہاں [illegible] تقویٰ [illegible] (جو قربانی کرنے والے کے دل میں [illegible] ہے)
(قرآن حکیم)

بفضلہ تعالیٰ امت محمدیہ [illegible] کہ شریعت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا [illegible] کامیابی کا راز مضمر ہے اور ہر خدا تعالیٰ [illegible] تو ادھر دنیا سنور جاتی ہے ادھر آخرت کی جنت کا سامان ہو جاتا ہے تو ادھر دنیا کی ذلتوں سے [illegible] پا جاتا ہے۔

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی [illegible] قرار دیں اور ہر حال میں رضائے الٰہی پر [illegible] کے لئے دل و جان کا بہر و باطن سے تیار رہیں تو [illegible] ذوالجلال والاکرام ان کا پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے ہر فرد [illegible] کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی [illegible] اللہ تعالیٰ کی حمایت کے لئے زمین و آسمان کے لشکر

[illegible] دے گا پھر یہ دنیا میں چالیس کروڑ نہیں بلکہ [illegible] ہو گی جن کے تو ہر میدان میں فتح و نصرت کا [illegible] کے سر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہیں [illegible] لا سکے گی۔ اگر اصول مذہب سے قطع نظر کر لی جائے تو بھی عقلائے دنیا کے ہاں یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف لازمی ہے۔ مثلاً کچے سوت کے تار علیحدہ علیحدہ ہوں تو دو برس کا بچہ ایک ایک کو توڑ کر ٹکڑے کر سکتا ہے۔ لیکن انہیں میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی کپڑے کے ایک [illegible] کو دو ٹکڑے نہیں کر سکتا یا مثلاً اینٹیں بکھری [illegible] تو ان میں کوئی طاقت نہیں اگر آپس میں مل کر [illegible] ہو جائیں تو مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ بعینہ اسلام [illegible] کو ایک رشتہ وحدت میں پرو دیتا ہے اور [illegible] لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ [illegible] دنیا کے مسلمان چینی ہوں یا دیسی ہندوستانی [illegible] جاپانی امریکی ہوں یا افریقی۔ ترکی ہوں یا عربی، [illegible] سب کا خدا ایک رسول ایک اور مرکز ایک ہے۔ [illegible] اسلام نے رنگ روپ۔ نسل و [illegible] وطن کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں کالے [illegible] عیسائی اور مجوسی سب کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (مومن آپس میں سب بھائی ہیں) اور "اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے" کا سبق پڑھا دیا ہے۔ یہی [illegible] تھا۔ جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دنیا کا سرتاج اور اعدائے اسلام کو گرویدۂ اسلام کر دکھایا۔ اعدائے اسلام میں بجائے وحدت کے انتشار ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ ناکامی و نامرادی ہونا چاہئے۔ ان کے ہاں برہمن اور شودر کبھی مذہباً مل ہی نہیں سکتے۔ عیسائیوں میں انگلو انڈین اور یورپین کا مرتبہ ایک نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ہندو آزادی کا نعرہ بلند کرتے وقت مادر وطن کو نصب العین بناتے ہیں تو جرمنی فقط جرمن کی آزادی کا خواہاں نظر آتا ہے اور انگریز اپنے وطن کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے "تو ان (کافروں) کو آپس میں متحد خیال کرتا ہے [illegible] ان کے دل ایک دوسرے سے مختلف ہیں ان میں اختلاف اس لئے ہے کہ یہ بیوقوف ہیں۔" (قرآن مجید)

سچ تو یہ ہے کہ نام سے کام نہیں چلتا۔ سید المرسلین [illegible] والسلام کا ارشاد ہے "بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور رنگوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے [illegible] اور عملوں کو دیکھتا ہے۔" قرآن مجید۔

جب عموماً مسلمانوں نے رشتۂ وحدت کو عملاً چھوڑا اشاعت توحید اور اتباع سنت سے منہ موڑا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ ان کے سروں سے اٹھا لیا عزت و شوکت برباد ہوگئی۔ ذلت و نکبت چھا گئی اب خدا بالا اسلام کے لئے مواعید الٰہی کا نمونہ بھی قرآن حکیم سے [illegible] ملاحظہ کریں۔ "اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔"

مولانا محمد عنایت اللہ وارثی

قربانی کی عبادت

نصب العین اور معین مقصد تک پہنچنے کے آداب اور طریقوں کا نام قربانی ہے

اسلام نے جس طرح ماسوا کی تمام عبادتوں کا رُخ پھیر کر صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس کی طرف موڑ دیا ہے اسی طرح قربانی اور نذر و نیاز کی عبادت کو بھی محض اسی کے لئے مختص کر دیا جس طرح خدا کے بغیر کسی کو سجدہ روا نہیں بالکل اسی طرح خدا کے بغیر کسی کے نام پہ جانور ذبح کر کے قربانی بھی نہیں دی جا سکتی۔

قربانی لفظ "قرب" سے مشتق ہے۔ اصطلاحاً قربانی مقصد کے قریب ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ کوئی ایسا عمل نہیں جو کسی حکم کی محض بے معنی اور بے مقصد تعمیل ہو اس لئے ہر قربانی کو اس مقصد و مدعا کے ساتھ ایک تعلق ہونا ضروری ہے۔ جو مقصد پیش نظر ہو اور جسے حاصل کرنے کی غرض سے کسی قربانی پہ اقدام کیا جاتا ہے مثلاً ہمارے سامنے جب غلہ پیدا کرنا ایک مقصد قرار پاتا ہے تو ہم ایک معین موسم میں غلے کی وہ کم سے کم مقدار اور قیمتی سے قیمتی جنس بھی جو ہمارے پاس موجود ہوتی ہے قربان کر دیتے ہیں اور گھروں کے محفوظ مقامات سے نکال کر کھیتوں کی مٹی میں ملا دیتے ہیں لاجرم یہ قربانی ذریعہ بن جاتی ہے بلکہ فی الحقیقت اصل ذریعہ اور سبب ہوتی ہے اس کامیابی کا جو ہم تھوڑا سا بظاہر نقصان کر کے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔

علیٰ ہذا القیاس اگر ہم جنس کی طرح نقد سرمائے کو تجارت کی راہ میں، بچوں کی تعلیم و تربیت پہ یا کسی دوسرے کاروبار پہ قربان کریں گے تو یہ قربانی بھی کثرتِ زر کی صورت میں حصولِ مقصد کا ذریعہ بن جائے گی۔ نقد و جنس مادی چیزیں ہیں۔ ان کی قربانی اور اس قربانی کے نتائج قریب الفہم ہیں۔ ظاہری حواس تو کامیابی کو محسوس کر سکتے ہیں بلکہ یہ تمام سلسلہ ہماری زندگی کے معمولات میں شامل ہے یہاں تک کہ اسی یقین و اعتماد پہ دنیا کا سلسلہ چل رہا ہے۔ مثلاً آپ اپنی عزت کو خطرے میں ڈال کر یا دوسرے الفاظ میں اپنی عزت کو جو عقل سرمایہ ہے قربان کر کے دوسرے لوگوں کی مدد کریں گے تو لازماً آپ کی عزت میں بعینہٖ اسی طرح اضافہ ہوگا جس طرح دس سیر غلہ قربانی کرنے سے دس من غلہ حاصل ہوا قوم کے سچے لیڈروں حتیٰ کہ پیغمبروں کی مقدس زندگیوں پہ غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس لیڈر یا پیغمبر نے قوم کی خدمت ہمدردی اور رہنمائی میں جس قدر زیادہ تکلیفیں اور بظاہر رسوائیاں برداشت کیں اسی قدر اس نے زیادہ عزت و اعتبار اور قبولِ عام حاصل کیا ہے کیونکہ قربانی مقصد کے قریب ہونے کا ایک ایسا اٹل ذریعہ ہے جس ذریعے کا استعمال بے نتیجہ نہیں رہ سکتا بلکہ اس حقیقت کو اگر ان الفاظ میں بیان کیا جائے کہ کوئی مقصد قربانی کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتا تو زیادہ صحیح ہوگا۔

قربانی کی مختلف قسمیں

اصل الاصول یہی نظریہ ہے لیکن ہر مقصد کے لئے قربانی کی شکل و صورت علیحدہ علیحدہ ہے جس طرح غلہ حاصل کرنے کے لئے غلہ قربان کیا جائے، پیسے حاصل کرنے کے لئے پیسے قربان کرنے ضروری ہیں اور عزت حاصل کرنے کے لئے عزت کی قربانی ناگزیر ہے اسی طرح معبود حقیقی کا قرب حاصل کرنے کے لئے بندے کو عبادت کے فرائض کا انجام دینا ضروری ہوگا اور اسی فرض کی ادائیگی میں مال و املاک راحت و آرام، عزت و آبرو بلکہ جانِ عزیز تک قربان کرنا ضروری ہے، تاکہ عبودیت کے فرائض انجام پائیں۔

البتہ ہر قربانی کے لئے موقع و محل وقت اور مقام کا لحاظ ضروری ہے۔ یہی وہ گرانقدر اصلاح ہے جو اسلام کی فطری تعلیم نے انسان کے بگڑے ہوئے معاشرے میں انجام دی۔

قربانی کی اصلاح یافتہ صورت

قبل ازیں زمانہ سے قربانی کا رواج چلا آ رہا ہے۔ بلکہ اس رواج میں انسان کی بے راہروی یہاں تک پہنچی ہوئی نظر آتی ہے کہ دیوی دیوتاؤں کے نام پہ پتھر کی بے جان مورتیوں کے سامنے اشرف المخلوقات انسان کو ذبح کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن دنیا کے موحدِ اعظم حضرت ابراہیمؑ کی حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے پہ مخلصانہ آمادگی اور پھر ذبح نہ کرنے کے واقعہ نے عملاً اور نتیجۃً ثابت کر دیا کہ دیوی دیوتا کے نام تو بجائے خود انسانی جان کو خود اللہ تعالیٰ کے نام پر بھی قربان کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ اسے امن و امان کی فضا میں یوں لٹا دیا جائے۔ ہاں مظلوموں کی اعانت حق کی حمایت اور دینِ فطرت کی نشر و اشاعت کے اعلیٰ مقصد میں اگر حالات تقاضا کریں تو مسلمان کا وہ خون جس کے ایک قطرہ کی قیمت دنیا و مافیہا ادا نہیں کر سکتے۔ ایسے قیمتی خون سے میدانِ جنگ کی سرزمین کو رنگین کرنا صرف مباح ہی نہیں بلکہ احب الاعمال (تمام اعمال سے بہتر عمل) قرار پائے گا۔ کیونکہ یہ اس قربانی کا موقع و محل وقت اور مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں افضل الرسل ختم المرسلینؐ کی مقدس پیشانی کے خون سے احد کے دامن کو رنگین کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ مقصد ہے جس پر دندانِ مبارک کے موتی نثار کئے جاتے ہیں۔ سید الشہداء کی لاش گھوڑوں کے سموں کے نیچے روندی جا سکتی ہے، اور اہلِ بیت کی مستورات کے زیور لٹائے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ کائنات میں اصل مقصد فقط یہی ہے کہ حق قائم رہے۔

قربانی کی اصل غرض

نماز میں پابندیٔ وقت، صف بندی، امام کی اطاعت وغیرہ عسکری تنظیم کے لئے ایک مستقل اور مسلسل تعلیم ہے۔ نماز با جماعت کی تاکید، جمعہ کے اجتماعات اور پھر حج کی بین الملکی کانفرنس انسانی معاشرے کے اجتماعی

فلسفے کی وہ ترقی یافتہ صورت ہے، جس سے آگے دنیا کی کوئی قوم نہیں بڑھ سکی۔ زکوٰۃ کا حکم مالی نظام کی وہ تہذیب یافتہ صورت ہے، جس کی نظیر دنیا کے کسی مہذب نظام میں نہیں ملتی۔ ان تمام تربیتوں میں یہی مصلحت کارفرما ہے۔ کہ وقت آنے پر امیر کی اطاعت ذاتی اور انفرادی فوائد کے مقابلہ میں اجتماعی مفاد اور مالی ضرورت کے موقع پر مال کا ایثار مسلمان کی طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ بالکل اسی طرح قربانی کو بھی عبادت میں شامل کر دیا گیا تاکہ وہ جانور جسے شوق اور محبت سے پالا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ انس پیدا ہو چکا ہے جب اسے ذبح کرنے کا وقت آئے۔ تو بلا تامل ذبح کر کے مال اور محبت کی قربانی پیش کر دی جائے یہاں تک کہ طبیعت اس امر کی عادی ہو جائے۔ کہ موقع آنے پر اسی طرح اپنی جان اور مال کو بے تکلف پیش کر سکے وقت کے تقاضے اور مذہب کے مطالبے کو بلا تکلف اور بے تامل پورا کرنے کی تربیت اور مشق جس قدر قربانی کے عمل میں پائی جاتی ہے۔ اس کا اندازہ حسب ذیل سوال پر غور کرنے سے ہو گا۔

کسی گھر میں کوئی پالتو جانور خواہ وہ قربانی کے جانور سے کہیں کم قیمت کا ہو اگر مر جائے یا حلال جانور کسی حادثہ سے ذبح ہو جائے تو اندازہ کیجئے کہ گھر والوں کو کس قدر صدمہ ہو گا۔ بلکہ خود قربانی کا جانور اگر عید سے ایک دن پہلے کسی حادثہ کے سبب اچانک ذبح ہو جاتا ہے۔ اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ محلے میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ غرض جہاں تک اس جانور سے مادی منفعت حاصل کرنے کا تعلق ہے اس میں کمی نہیں ہوتی۔ لیکن کیا جانور کے اس صورت میں ذبح ہو جانے سے مالک کو صدمہ ہو گا یا راحت؟ ظاہر ہے کہ اس کے لئے یہ حادثہ سخت ناگوار ہو گا۔ اس کے مقابلہ میں یہی جانور جب عین موقع پر قربانی کیا جاتا ہے تو پالنے والا اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے پریشانی کی بجائے راحت اور مسرت محسوس کرتا جو مسافر منزل پر پہنچ کر یا کسی چیز کا متلاشی مطلوبہ چیز حاصل کر کے اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ جانور کی جدائی اس کی زندگی کا خاتمہ اور اس سے مادی نفع حاصل کرنا دونوں صورتوں میں یکساں ہے

یہ ایک وجدانی اور نفسیاتی شہادت ہے اس حقیقت کی صداقت پر کہ قربانی سے گوشت خوری یا کوئی مادی تمتع مقصود نہیں بلکہ اس جذبے کی بالیدگی اور پختگی مطلوب ہے کہ نصب العین اور معین مقصد تک پہنچنے کے لئے جو آداب اور طریقے مقرر ہیں انہیں بلا تامل انجام دینے کا ملکہ انسان کی طبیعت میں راسخ ہو جائے۔ یہی عبادت بلکہ اصل غرض ہے اور یہی وہ تہذیب و تربیت ہے۔ جس کی پختگی کے بعد انسان وقت آنے پر وقتی وظائف خوش دلی اور رغبت و رضا سے ادا کرتا ہے۔

عشرۂ ذی الحج

جس میں بندگانِ خدا کو عذاب سے نجات ملتی ہے!

عبدالغفور ظفر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سال بھر میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہو جتنا کہ ذی الحج کے پہلے دس دنوں میں محبوب ہوتا ہے۔" صحابہؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ! کیا دوسرے دنوں کا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی ان دس دنوں کے نیک عمل جتنا درجہ نہیں رکھتا؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں اللہ کی راہ میں جہاد بھی اتنا درجہ نہیں رکھتا۔ البتہ اس شخص کا جہاد اتنا ثواب رکھتا ہے۔ جو اپنی جان اور مال لے کر محاذِ جنگ پر چلا گیا اور اس کی کوئی چیز گھر واپس نہ آئی"۔ (بخاری)

ان دس دنوں میں بالخصوص ۹ر ذی الحج یعنی عرفہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اتنی تعداد میں آگ کے عذاب سے نجات ملتی ہے کہ دوسرے کسی دن میں اتنی تعداد میں نجات نہیں ملتی (مسلم) یوم عرفہ کو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ دیکھو، میرے بندے دور دراز کی مسافت طے کر کے بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلود جسموں اور کپڑوں کے ساتھ بلند آواز سے لبیک لبیک پکارتے ہوئے میری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ گواہ رہو میں نے ان (حاضرین عرفات) کو بخش دیا اور ان کے تمام گناہ معاف کر دئے۔ فرشتے کہتے ہیں یا اللہ! ان میں فلاں مرد اور عورت بڑے گنہگار اور انتہائی بدچلن ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں نے ان کو بھی معاف کر دیا"۔

عامۃ المسلمین بھی اس دن کی خیر و برکت اور سعادت اندوزی سے محروم نہیں ہیں۔ امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے۔ کہ "یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کا روزہ گذشتہ دو سالوں کے تمام گناہوں (صغیرہ) کے لئے کفارہ ہوتا ہے (پیغام رمضان اظہار احمد) صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یوم عرفہ کے روزے سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ (صغیرہ) معاف ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ (ذی الحج کا) چاند دیکھنے کے بعد بال نہ کٹائے اور نہ ہی ناخن لے" (صحیح مسلم) بلکہ اگر کوئی شخص طاقت نہ ہونے کے باعث قربانی نہ دے سکتا ہو اور صرف وہ حجامت ہی نماز عید کے بعد بنوا لے تو اس کو بھی قربانی کا ثواب مل جاتا ہے۔ جیسے کہ ایک شخص نے قربانی دینے سے معذوری کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (نماز عید کے بعد) "اپنے بال منڈوا دو۔ ناخن اتار دو، مونچھیں کتروا ڈالو اور زیر ناف بال صاف کر دو۔ اللہ تعالیٰ تم کو پوری قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا"۔ (ابو داؤد، نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص طاقت رکھتا ہو اور پھر قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے"۔ (مسند احمد ابن ماجہ)

بقیہ: قربانی کا تصور

"اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھا دیں گے"۔

"اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر اُن کی اُمتوں کے پاس بھیجے اور وہ اُن کے پاس دلائل لے کر آئے۔ سو ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا۔ جو مرتکب جرائم ہوئے تھے۔ اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا"۔ "اے مجموعۂ امت) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا۔ جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے (اُن کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (آخرت کے) لئے قوت دے گا۔ اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کر دے گا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں"۔

اگر آج بھی مسلمان بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کر لیں، حصول رضائے الٰہی کی خاطر ہر قربانی کے لئے آمادہ ہو جائیں تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام اُن کی پشت پناہی کے لئے ہر میدان میں اترنے پر تیار ہے ان کی ذلت کو عزت اور پستی کو سرفرازی سے بدلنے کے لئے حاضر ہے"۔ اگر تم شکر گذار بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو مان جاؤ۔ تو اُسے تمہارے عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ قدر دان جاننے والا ہے"۔ (قرآن حکیم)

مولانا ابوالکلام آزاد (مرحوم)

آہ! میری قوم۔ میں تیرے لئے کتنا مضطرب ہوں، میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورش گذر گذر کے لوٹتی ہے۔ میں اس سمندر کی مانند ہوں، جس کی تہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کے سرجوش سے میرا ساغرِ ضبط چھلک گیا ہے۔

میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بے چاروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا ہوں اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔

آہ! میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں۔

میری قوم! میں چاہتا ہوں کہ میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے۔ میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں۔ تمہارے دل تنور کی طرح بھڑک اٹھیں، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور بے دردی نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر چلی آتی ہے، اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔"

"انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے کہ اک ذرا سی آواز ان کو جگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے، بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو ان کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آ جائے۔ آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔"

لیکن آہ! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں، پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکراتے لگتے ہیں اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے۔ اور اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے۔

اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ط

یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے، وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

اے میری قوم! افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی، دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے، عقلاء کی دانائیاں ہیں، ہادیوں کی ہدایتیں ہیں، واعظوں کے وعظ ہیں، خدا کے مقدس نوشتے ہیں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں، پھر حوادث و تغیرات ہیں لیکن آہ، وہ قوم جس کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بے کار ہے! نہ تو دنیا کے گذرے ہوئے واقعات میں اس کے لئے کوئی اثر ہے، نہ حال کے حوادث و تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے نہ اللہ کے کلام سے وہ ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ نبیوں کی ہدایتوں سے وہ عبرت پکڑتی ہے۔"

اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی، بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی تو تمہارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کافی تھی، تمہارے آگے نوعِ بشری کی پوری تاریخ موجود ہے، ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تجربے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں۔ اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈرات سے رکے ہوئے ہیں تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ دیکھو کہ دنیا میں کوئی قوم معصیت کر کے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا ہے کہ خدا کے فرامین پر چل کر قومیں تباہ ہو گئی ہوں اور اس کے قانون کو توڑ کے انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو۔

آہ کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانونِ تعذیبِ امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں و ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لئے ابھر آئیں:

اگر تم اس لئے نہیں اٹھتے ہو کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے، نہیں اٹھو گے اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے۔ آنکھ نہیں کھولو گے اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے چیخ نہ اٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ۔ یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آ چکے اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے ؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائیں اور کرہ ارضی، دھواں بن کر اڑ جائے۔

"آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بے قرار ہو، لیکن وہ سب کچھ تمہارے لئے بیکار ہو گیا ہے، جس کو آنکھ دیکھتی ہے اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئی ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہوتی ہیں، پس جو کچھ کیا جائے لاحاصل ہے اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ تم غافل ہو گئے ہو، تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، تم گمراہی کے پھندے میں آ گئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے۔ اور تمہارے دل کی دانائی مٹ دی گئی۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے، لنگڑے چلنے لگتے، گونگوں کی چیخ سے دنیا ہل جاتی اور مُردوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔ آہ تمہاری غفلت سے بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے، آہ تم ایسے نہ تھے پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جن کے لئے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا!:

ترجمہ:۔ ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں وہ چارپایوں کی مثل ہو گئے بلکہ ان سے بھی بدتر اور یہی ہیں کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں۔

آہ! کوئی نہیں، سب گمراہ ہو گئے، سب بھٹک نکلے، سب غافل ہو گئے، سب پر موت کی نیند چھا گئی، سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پا لی، سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے، سب نے خدا کو چھوڑ دیا۔ سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا۔ سب نے اس کے رشتہ کو ٹھکرا دیا، سب غیروں کے ہو گئے، سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ جھنجھوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں زلزلے آتے ہیں۔

اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔

آہ، سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک ہی وقت میں گمراہ ہو جائیں گے۔ اور سب نے قسم کھائی ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے! آہ سب اس سے بھاگ گئے۔ سب نے اس سے غول در غول بن کر بے وفائی کی۔ کوئی نہیں جو اس کیلئے روئے۔ کوئی نہیں جو اس کے لئے آنسو بہائے۔ کوئی نہیں جو اس کے عشق میں آہ و نالہ کرے۔ اس کی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے، اس کے گلے کا کوئی رکھوالا نہ رہا اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کیلئے کوئی آنکھ نہ جاگی سب شیطان کے پیچھے دوڑے، سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لئے اسے پکارا۔ پھر اس پر قیامت یہ کہ کسی کو ندامت نہیں کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی، کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئے بیقراری نہیں کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بداعمالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے آہ! میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مر جائے؟ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے ہو اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا

طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے ہو، سمجھتے ہو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہیوں کے نقشِ قدم کو چھوڑتے ہو۔ پس میں تم سے آج آخری ایک ہی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ ہے یہ کہ توبہ کرو۔ اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو۔ اس کے عشق و محبت کو اِس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آ جائے اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے اور سب کچھ تمہیں کو دیدے جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اِس نے بخش دیا تھا۔

تم نے غفلت کو خوب آزمالیا۔ تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح دامن بھر لئے، تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہو گئی۔۔ اور ایک اسی کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی؟ پس مان جاؤ۔ اور اب بھی باز آجاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے اب تقویٰ اور راستبازی کو بھی آزمائیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت کا بھی مزہ چکھ لیں۔

غیروں سے رشتہ جوڑا، تجربہ کر چکے۔ آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، بھوکوں اور ماندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

ترجمہ:۔ پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔

تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کون سی برائی کی تھی کہ تم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور اسے چھوڑ کر کون سی دولت و نعمت ہے جو تمہیں ہاتھ آ گئی؟ خدا سے بڑھ کر وہ اور کون حسین ہے جس کے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس محبت اور پیار ہے۔ جس کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ گئیں؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ، پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تا کہ وہ تمہیں پیار کرے؟

اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو "الرحمٰن الرحیم" سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو "ربُّ العالمین" سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے خزانوں کے لالچ نے تم کو متوالا کر دیا ہے؟ اگر تم اپنی محنت کی مزدوری مانگتے ہو تو "مالک یوم الدین" سے بڑھ کر اور مل گیا ہے جو تمہیں بدلہ دے گا؟ فآہ، آہ، تم فرطتم فی جنب اللہ

اگر تم کو آنکھیں دی گئی تھیں تو اس لئے تاکہ تم اس کو دیکھو۔ اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اِس لئے تاکہ صرف اسی سے پیار کرو، اگر تم کو آنسو دیئے گئے تھے تو اس لئے تاکہ صرف اِسی کی یاد میں بہاؤ۔ اور اگر تمہاری پیشانی بلند کی گئی تھی تو اِسی کے آگے جھکاؤ۔ پر آہ! تمہاری زبانیں اِس کی حمد کے زمزموں سے محروم ہو گئیں۔ تمہارے دل اِس کی محبت کے نہ ہونے سے اُجڑ گئے۔ تمہاری روحوں میں اس کی چاہت کی جگہ غیروں کی چاہتیں بھر گئیں۔ تمہارے قدم اِس طرف بڑھنے سے بوجھل ہو گئے اور تمہاری آنکھوں میں اِس کے عشق کے درد و غم کے لئے ایک قطرہ اشک بھی نہ رہا۔

تمہاری مسجدیں تڑپ رہی ہیں کہ راستبازوں کی تڑپتی ہوئی اور مضطرب نمازیں ان کو نصیب ہوں۔ مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں اور کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارا خدا تمہارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہ سکتے۔

آہ میں کیا کروں!
اور کس طرح تمہارے دلوں میں اُتر جاؤں! یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مر جائے۔ یہ کیا ہوا؟ کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ہو گئے۔

ترجمہ:۔ اِن نمازیوں پر افسوس ہے جنہیں یہ خبر نہیں کہ ہم اپنی نماز میں کیا کرتے ہیں۔ اور جب یہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر برائے نام

بہت ہو چکا، اب بھی چھوڑ دو۔ آہ۔ بہت سو چکے اب بھی چونک اٹھو، بہت گم ہو چکے اب بھی اپنے آپ کو پالو۔ خدا نے تم کو وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو بھی مہلت نہ دی گئی۔ پھر نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور تمہاری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں کی شہنشاہی اور اپنی محبت کا تاج و تخت دیدے جیسا کہ اِس نے ہمیشہ کیا ہے

ترجمہ:۔ اور تمہارا پروردگار بے پروا اور فیاض ہے۔

اگر وہ چاہے گا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا۔ اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو کھڑا کر دے گا جس طرح کہ خود تم کو اِس نے دوسروں سے منتخب کیا تھا

اگر تم اپنا مال و متاع خدا سے پیارا سمجھتے ہو کہ اِس کے لئے دکھ نہ ڈالو گے اور اگر تمہارے دلوں کی تمنا، تمہارے جگر کی ٹیس اور تمہاری آنکھوں کے آنسو اب اس کے لئے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہو گئے ہیں۔ تو یقین کرو کہ وہ بھی تمہارا محتاج نہیں

(باقی ۱۸ پر)

اسلام کی تبلیغ و اشاعت مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے

اپنی اصلاح کے ساتھ اپنے گھر میں بھی دین نافذ کرنا ضروری ہے

مدرسہ امداد العلوم مدرسہ تعلیم القرآن مالکیہ اور مسجد خدام الدین کراچی میں مولانا محمد اجمل قادری کی تقاریر

کراچی ۱۲ ستمبر (خ ن س) ہفت روزہ خدام الدین کے مینجنگ ایڈیٹر مولانا محمد اجمل قادری نے کہا ہے کہ کتاب و سنّت کی تعلیمات ہی نئی نسل کو بے دینی اور الحاد سے بچا سکتی ہیں دینی مدارس کے طلباء کو اپنے دینی تشخص کا تحفظ کرنا چاہئے مولانا محمد اجمل قادری آج صبح مدرسہ امداد العلوم جامع مسجد بلاک ۵ ناظم آباد میں مدرسہ کے طلباء طالبات سے خطاب کر رہے تھے آپ سے پہلے ادارہ انقلاب فکر اسلامی کراچی کے مدیر مولانا عبدالرشید انصاری نے بھی خطاب کیا۔ مولانا محمد اجمل قادری نے تقریر کرتے ہوئے کہا اللہ تعالےٰ کی آخری کتاب قرآن مجید اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت مطہرہ اور جملہ اسلامی علوم کی تعلیم و تبلیغ تمام مسلمانوں کا اِجتماعی دینی ایمانی فریضہ ہے اس فرض کو صلحاءِ امت علماء ربانی ہمیشہ سے ادا کرتے چلے آئے ہیں۔ برصغیر میں انگریزی عہد اقتدار کے ظلم و استبداد کا سورج جب نصف النہار پر تھا اور برطانوی استعمار مسلمانوں سے تخت و تاج چھین لینے کے بعد ان کے دین و ایمان اور اِسلامی علوم کی دولت بھی لوٹ لینے کا فیصلہ کر چکا تھا تو اس سخت آزمائش کے وقت میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ جیسے اکابر علماء ربانی کی یہ ولی اللہی جماعت ہی تھی جس نے اپنی تمام تر بے سرو سامانیوں کے باوجود قرآن و حدیث کی تعلیمات کے تحفظ، اسلامی علوم کی تدریس و اشاعت کا بیڑا اُٹھایا دار العلوم دیوبند قائم کیا۔ مسلمانوں کی دینی اور سیاسی رہنمائی کی اور غیر ملکی تسلط کے خاتمے کے لئے آزادی وطن کی جنگ لڑی۔

مولانا محمد اجمل قادری نے کہا امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ امام الہند مولانا ابو الکلام آزادؒ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور انکے ہزاروں رفقاء کی مثالی جدوجہد اور قربانیاں ہی برصغیر میں اسلامی تعلیمات کے احیاء اور آزادی وطن کا ذریعہ بنی ہیں یہی وہ برگزیدہ لوگ ہیں جنہوں نے دین و ملّت اور وطن و قوم کی خدمت میں اپنی زندگیاں قربان کر دیں جن کے صلہ میں ہمیں آزادی کی نعمت ملی اور دار العلوم دیوبند کے فیض سے پورے پاکستان ہندوستان اور

دینی مدارس کے طلبہ
اپنے عظیم اسلاف کی
انقلاب انگیز
روایات تازہ کریں!

بنگلہ دیش اور دُنیا بھر کے دوسرے ملکوں میں تعلیم قرآن کے لاکھوں مکتب ہزاروں دینی مدارس جامعات اور دارالعلوم قائم ہوگئے۔

انہوں نے کہا آج کا مسلمان دنیا کے پیچھے ایسا بھاگ نکلا ہے کہ اسے اپنے دین کی کوئی فکر و خبر نہیں رہی۔ ان حالات میں دینی مدارس کے طلباء کو چاہیئے کہ وقت کا چیلنج قبول کریں اپنے عظیم اسلاف کے کردار کی یاد تازہ کریں فرض کی ادائیگی، اخلاص، خود داری اور خدمت کے انقلاب آفریں اصول ہیں ان کو مشعل راہ بنائیں۔ اپنے عمل و کردار سے معاشرے کو بتائیں کہ دنیا دار اور دین دار، دنیا پرست اور خدا پرست میں بہت فرق ہے

مدرسہ مالکیہ میں جلسہ

اسی روز نماز عشاء کے بعد محمدی مسجد مدرسہ مالکیہ تعلیم القرآن پرانا گولیمار میں مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا قاری عبدالقیوم نے جلسہ کا اہتمام کیا تھا شرکاء جلسہ اور مدرسہ کے طلباء و طالبات سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اجمل قادری نے کہا آج کے اس نفسا نفسی کے دور پرفتن میں مدارس و مساجد میں رونق اور آبادی دیکھ کر ازحد مسرت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کا تعلق مسجد سے ہے اور جو بچے مدرسوں میں پڑھتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ان کے دلوں میں دین کی محبت اور کردار میں دین کی جھلک ہے جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے مسجد میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کا فرض ہے کہ دین کی بات کو آگے پھیلائیں اور اس کام کا آغاز اپنے گھر سے کریں اپنے بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے آگاہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اس لئے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنے گھر میں بھی دین نافذ کرنا ضروری ہے۔

آپ سے پہلے مولانا عبدالرشید انصاری نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا دُنیا پرستی کے ساتھ خدا پرستی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اپنے دین کے تحفظ اور اشاعت کے لئے وہ کسی کی عقل یا دولت کا محتاج نہیں ہے ہمیں ضرورت ہے کہ ہم خدا کی دی ہوئی نعمتوں اور صلاحیتوں کو اس کی راہ میں صرف کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ جائیں اور اس کی خوشنودی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ جس کا ہو جائے دُنیا کی کوئی طاقت اس کا راستہ نہیں روک سکتی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انگریز نے مجھے دہلی سے نکالا اور لاہور میں نظربند کردیا اس کا خیال تھا یہاں احمد علی کو کوئی نہیں جانتا اسے روٹی بھی نہیں ملے گی بھوکا مرجائے گا اسے کیا معلوم تھا کہ میرے سینے میں قرآن ہے اور قرآن اپنا راستہ خود بنا لیتا ہے۔ مولانا انصاری نے کہا قرآن ہمیشہ کی طرح آج بھی ایک طاقت ہے لیکن آج کا مسلمان قرآن سے دور اور قرآن کی طاقت سے تہی دامن ہے دینی مدارس اور مساجد قرآن کی فیکٹریاں ہیں جہاں ایمان اور تقویٰ کا لباس تیار کیا جاتا ہے۔ اس لباس کے بغیر ہر شخص عریاں ہے۔ عمل اور عقیدے کی عریانی جسم کی عریانی سے زیادہ سخت ہے۔

قرآن و سُنت کی تعلیمات ہی

نئی نسل کو الحاد

اور بے دینی سے

بچا سکتی ہیں۔!

۱۱ ستمبر کو مسجد خدام الدین (پہلی چورنگی ناظم آباد) میں نماز جمعہ کے اجتماع سے بھی حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اجمل قادری نے خطاب کیا آپ نے کہا پاکستان مسلمانوں کا وطن ہے جسے برصغیر کے مسلمانوں نے اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا چاہیئے تو یہ تھا پاکستان شروع دن سے اسلامی اخلاق و اعمال کا گہوارہ ہوتا لیکن پاکستانی معاشرے میں ہر برائی باقی ہے اور ترقی پر ہے رشوت چور بازاری بلیک میلنگ جنسی آوارگی عریانی فحاشی ایک سیلاب ہے جس کے رُکنے کا نام نہیں انہوں نے سوال کیا "کیا پاکستان ان کاموں کے لئے حاصل کیا گیا تھا؟"۔

انہوں نے کہا محض اسلام زندہ باد اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے زیادہ دیر تک کام نہیں چلے گا۔ پاکستان اور اسلام کے ساتھ اگر ہم مخلص ہیں

کراچی شہر میں

مولانا صاحبزادہ محمد اجمل قادری کی آمد • کراچی میں مجلس ذکر • مدرسہ امداد العلوم کا معائنہ اور طلبہ سے خطاب • حضرت مولانا حافظ محمد اسمٰعیل سے ملاقات • مدرسہ تعلیم القرآن مالکیہ کا جلسہ • کراچی میں خدام الدین کی تبلیغی اشاعتی سرگرمیوں کا آغاز

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے فرزند اکبر ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر و منتظم مولانا محمد اجمل قادری ۱۰ ستمبر جمعرات کے روز کراچی تشریف لائے جمعہ اور ہفتہ کے دو دن آپ نے کراچی میں مصروف ترین وقت گذارہ اور اتوار کی صبح واپس لاہور روانہ ہوگئے جمعرات کے روز نماز مغرب کے بعد مسجد خدام الدین پہلی چورنگی ناظم آباد (فردوس کالونی گولیمار) میں آپ نے مجلس ذکر میں شرکت کی اور شرکاء مجلس سے خطاب کرتے ہوئے زور دیا کہ اس سلسلہ خیر کو ترقی دینے اور لوگوں میں ذکر الٰہی کا شوق پیدا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت کی جائے۔ دوسرے روز آپ نے مسجد خدام الدین میں نماز جمعہ کے اجتماع سے بھی خطاب کیا۔ مسجد خدام الدین کراچی میں حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص حضرت حاجی محمد یوسف صاحب ہر جمعرات کو باقاعدہ مجلس ذکر کا سلسلہ جاری رکھے ہوتے ہیں۔ ۱۲ ستمبر ہفتہ کے روز ناظم آباد کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا امداد اللہ عباسی کے مدرسہ امداد العلوم بلاک ۵ میں تشریف لے گئے مولانا عبدالرشید انصاری جناب بشیر رانا اور مولانا شمس الحق بھی آپ کے ہمراہ تھے مہتمم مدرسہ حضرت مولانا امداد اللہ عباسی سے ان کی درسگاہ میں پہلے آپ نے ملاقات کی ماسٹر سلطان محمود صاحب نے مہمان خصوصی کو مدرسہ میں مروج تعلیمی تربیتی نظام کا تعارف کروایا۔ حضرت مولانا امداد اللہ عباسی چونکہ معمر اور نحیف ہیں اس لئے ماسٹر سلطان محمود صاحب جو مدرسہ امداد العلوم میں طلباء کو انگریزی پڑھانے کے اُستاد ہیں مہمان خصوصی کو کلاسوں میں لے گئے درجات حفظ و ناظرہ کی متعدد کلاسوں میں حضرات اساتذہ کرام اور طلباء کو نظم و ضبط قائم رکھے ہوتے جس طرح تعلیم و تدریس مصروف تھے اسے دیکھ کر مہمان خصوصی اور آپ کے رفقاء کو انتہائی مسرت ہوئی مدرسہ میں عامۃ الناس کے افادہ کے لئے ایک عظیم الشان لائبریری بھی قائم کی گئی ہے مولانا محمد اجمل قادری نے اس کے معائنے میں بڑی دلچسپی کا اظہار فرمایا مدرسہ امداد العلوم میں دورہ حدیث تک تعلیم کا اہتمام ہے کہنہ مشق اساتذہ اور خود مہتمم صاحب فرائض تدریس انجام دیتے ہیں مدرسہ اور کلاسوں کے تفصیلی معائنہ اور اساتذہ سے تعارف و ملاقات کے بعد عظیم الشان جامع مسجد کے برآمدے میں حضرات اساتذہ کرام اور تمام طلباء نہایت شوق اور نظم و ضبط کے ساتھ جمع تھے جہاں تلاوت کلام پاک کے بعد صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری اور مولانا عبدالرشید انصاری نے خطاب کیا۔ یہ متبرک تقریب ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی آخر میں حضرت مولانا

انجد علی صاحب اور دیگر اساتذہ کرام اور مہتمم مدرسہ حضرت مولانا امداد اللہ عباسی نے نیک دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ مہمان خصوصی اور ان کے رفقاء کو رُخصت کیا۔ بعد ازاں کراچی شہر میں ادارہ خدام الدین لاہور کی دینی مطبوعات خصوصاً ہفت روزہ خدام الدین کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں محترم بشیر رانا کی اقامت گاہ پر خدام الدین کے مدیر و منتظم صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری خدام الدین کے سابق مدیر مسجد الحسن حسن اسکوائر کے خطیب مولانا عبدالرشید انصاری کے درمیان تبادلہ خیالات ہوا، اور متعدد تجاویز پر غور کیا گیا۔ قارئین خدام الدین اور خصوصاً دین کا درد رکھنے والے کراچی کے احباب کے لئے یہ بات باعث صد مسرت ہوگی کہ مولانا محمد اجمل قادری کا حالیہ دورۂ کراچی ہفت روزہ خدام الدین کے کراچی میں تبلیغی اشاعتی نئے سفر کا نکتۂ آغاز ہے۔ حضرت جانشین شیخ التفسیر مدظلہ کی سرپرستی و رہنمائی میں آپ کی منظوری سے انشاء اللہ تعالیٰ جلد عملی اقدامات ہوں گے۔

نماز ظہر کے بعد مولانا محمد اجمل قادری کراچی کی قدیم دینی درسگاہ مظہر العلوم کھڈہ تشریف لے گئے۔ بانی مدرسہ مظہر العلوم مجاہد جنگ آزادی حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور مہتمم مظہر العلوم حضرت علامہ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب نے صاحبزادہ قادری کا نہایت شوق و محبت و احترام سے پرتپاک خیر مقدم کیا حضرت حافظ صاحب نے ملاقات میں بدین (سندھ) میں ایک لواری نامی جگہ ہے جہاں کئی سال پہلے ذی الحجہ کے مہینہ میں عین حج کے دنوں میں اعمال حج کی ادائیگی کروائی جاتی تھی اس پر حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور سندھ کے دوسرے علماء نے احتجاج کیا تو اس وقت کی حکومت نے اس بُرائی اور دین کی توہین کو روکا اور بالآخر چیف کورٹ سندھ نے پابندی کا فیصلہ صادر کیا لیکن اب کچھ مفاد پرست عناصر اس پابندی کو کالعدم قرار دلوانے کے چکر میں ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس شیطانی کھیل پر پابندی برقرار رہے۔ نماز عشاء کے بعد علاقہ پُرانا گولیمار کے مدرسہ تعلیم القرآن مالکیہ میں صاحبزادہ محمد اجمل قادری اور مولانا عبدالرشید انصاری نے ایک تبلیغی جلسہ سے بھی خطاب کیا۔

بقیہ : نوحہ غم

ہے اور زمین کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔

وہ اگر چاہے گا تو اپنے کلمہ حق کی خدمت کے لئے درختوں کو چلا دے گا، پہاڑوں کو متحرک کر دے گا، کنکروں اور خاک کے ذرّوں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگیں گی، پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھی بھی کام نہ لے گا۔ اور اپنے پاک کلام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ ہونے دے گا۔

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جائے گا۔ سو اسے یقین کرنا چاہیئے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کے لئے اس کا محتاج نہیں ہے۔ قریب ہے کہ وہ ایک دوسری قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہوگی اور اللہ اسے پیار کرے گا۔ وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہوں گے۔ پر دشمنانِ حق کے لئے نہایت مغرور سرکش، اللہ کی راہ میں بے خوف جہاد کرنے والے ہوں گے اور کسی الزام دینے والے کے

بقیہ : تعارف و تبصرہ

ہر بات قرآن و سنت کے حقائق اور اسلاف کی تعلیمات کا حسین مرقع ہوتی ہے۔

قیمت ۲/۵۰ ، ۷/۵ ، -/۱ ، ۳/۵۰ اور -/۱ روپیہ ہے — مکتبہ قادریہ واگہ لاہور سے تمام رسائل دستیاب ہیں مقصد تبلیغ ہے اس لئے قیمتیں برائے نام اور واجبی ہیں۔ امید ہے کہ درد مند حضرات توجہ کریں گے۔

آیت کریمہ

یکم اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز مغرب پڑھی جائے گی۔ (ناظم)

اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

بیگم دلدار صابر کراچی

میرے لیے یہ پہلا موقعہ نہایت خوشی کا باعث ہے کہ میں ایک دینی رسالے کی وساطت سے اپنی بہنوں سے ہمکلام ہو رہی ہوں۔ اور یہ خوشی اس لحاظ سے مزید باعثِ اطمینان ہے کہ دینی رسائل میں خواتین کے صفحات محض جذباتی اور بے بنیاد نعروں پر مشتمل نہیں ہوتے بلکہ ان میں خواتین کے حقیقی مقام کو اجاگر کیا جاتا ہے۔

اسلام نے خواتین کو جو مقام دیا ہے اور دورِ جہالت میں کئے جانے والے غیر منصفانہ طرزِ عمل سے نجات دلائی، وہ نسوانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور اس موضوع پر انشاء اللہ پھر کبھی تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے گی۔

آج میں اسلام کی تاریخ میں خواتین اسلام کے تابندہ کردار کی ایک جھلک پیش کروں گی۔ جو یقیناً ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ تاریخِ اسلام میں ہمیں ہر مقام پر اسلام کی عظمت و سربلندی میں خواتین کی نمایاں جد و جہد نظر آتی ہے۔ اور تقسیم فطرت کے مطابق اگر مرد میدانِ جنگ میں تیر و سناں کے آگے سینہ سپر نظر آئے اور قوتِ بازو کے جوہر دکھلاتے نظر آتے ہیں تو اسلامی فوج کے زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیگر ضروری خدمات میں اسلامی خواتین کا دستہ بھی سرگرم عمل نظر آتا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی عظمت کا سہرا جہاں اُن عظیم مجاہدین اور سپہ سالاروں کے سر ہے جنہوں نے دشمنانِ اسلام کی بڑی بڑی فوجوں کے رُخ پھیر دئے اور صحراؤں اور سمندروں میں اسلامی رفعت کے لیے اپنی زندگیاں گذار دیں اور اسی عظیم اور مقدس کام میں اپنی زندگی وار دی وہاں ان خواتین کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جن کی آغوشِ اسلام کے نونہالوں کے لیے ایک عظیم تربیت گاہ تھی جنہوں نے اپنے بچوں کو اسلام سربلندی پر تیار کیا۔ اور وقت آنے پر اُنکے کئے تربیت یافتہ یہ نونہال وقت کے عظیم مجاہدین میں شمار ہوئے اور انہوں نے وہ کردار ادا کیا کہ آج دنیائے اسلام ان کے کارناموں پر فخر کرتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان کے لیے کوئی شخصیت یا مال و منال حضورؐ سے بڑھ کر محبوب نہیں ہو سکتا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (الحدیث) کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور ساری دنیا سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہوں۔

ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے بھی محبت نہ ہو اور اس کا حقیقی مشاہدہ ایسے موقعہ پر ہوتا ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مذکورہ چیزوں میں سے کسی کی محبت کا مقابلہ آ جائے۔ ایسے وقت میں ایک مومن کی حیثیت سے ہمیں کس کو ترجیح دینی ہے اور کس کو چھوڑنا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہمیں زبان سے نہیں اپنے عمل سے دینا ہے۔ ہماری موجودہ پستی اور دین سے دوری کا سب سے بڑا سبب ہی یہی ہے کہ ہم نام تو حضورؐ کی محبت کا لیتے ہیں اور عشقِ رسولؐ کا دعویٰ ہر وقت ہماری نوکِ زبان پر ہوتا ہے لیکن جب حضورؐ کی محبت کے مقابلے میں اولاد کی محبت آتی ہے تو ہم اولاد کے سامنے جھک جاتے ہیں۔ اگر حضورؐ کے عمل کے مقابلے میں معاشرے کی ناپائیدار اور بے حقیقت قدریں آتی ہیں تو ہم معاشرے کو

گلے لگا لیتے ہیں اور حضورؐ کی سنت کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اگر حضورؐ کا فرمان والدین کی منشاء سے ٹکرا رہا ہو تو ہم والدین کے آگے جھکاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حضورؐ کا فرمان سوالیہ نشان بن کے رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم صرف اسی حدیث پر عمل کرنا شروع کر دیں تو معاشرے کی ساری برائیاں دور کی جا سکتی ہیں اس سلسلہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ایک تاریخی واقعہ ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ام المومنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں۔ فتح مکہ سے قبل آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے وہ کسی تجارتی سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ آئے تھے اور ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے والد کی حیثیت سے آپ کی ہر طرح سے مدارات کی اور اسلام کے اصول کے مطابق والدین کے حقوق اور والدین کے احترام کا پورا مظاہرہ کیا۔ لیکن جب گھر میں حضرت ابوسفیان بیٹھنے لگے تو حضرت امّ سلمہؓ نے تیزی سے بڑھ کر بستر اٹھا لیا۔ حضرت ابوسفیانؓ نہایت زیرک اور عقلمند آدمی تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ بیٹی! کیا یہ بستر میرے قابل نہیں تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں تھا کہ تم نے اٹھا لیا ہے؟

آپ اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور میں نہیں پسند کرتی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بستر پر کوئی مشرک بیٹھے" حضرت امّ سلمہؓ نے بڑے صاف انداز میں ایمان و ایقان میں ڈوبا ہوا جواب دیا۔

وہ کتاب جس کا احسان میں بھول نہیں سکتا

آج میں اس کتاب کا ذکر کروں گا، جس کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے اور میں اس کے قابلِ احترام مصنف کے لیے خدا کے حضور دل سے دعا کرتا ہوں جنھوں نے اپنی اس کتاب کے ذریعے مجھے ایک ایسی دولت سے روشناس کیا جو میرے نزدیک ایمان کے بعد سب سے قیمتی چیز بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس کتاب کا نام "رحمۃ للعالمین" ہے۔ اور اس کے مصنف مولانا قاضی محمد سلیمان منصورپوریؒ ہیں۔

اس کتاب کی ایک دلچسپ کہانی

میرے برادرِ معظم ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سابق ناظم ندوۃ العلماء (م ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ) جو میرے والد کی وفات کے بعد اسوقت سے میری تعلیم و تربیت کے ذمہ دار رہے جب میری عمر صرف ۹ سال کی تھی، اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے، کہ اس کم سنی اور نو عمری میں کن کتابوں کا مطالعہ میرے لیے مفید ہوگا۔ اور کتابوں کے انتخاب میں توفیق الٰہی برابر ان کا ساتھ دیتی۔ چنانچہ انھوں نے مجھے ایک کتاب "سیرت خیرالبشر" پڑھنے کے لیے دی، ان کی بڑی خواہش تھی کہ میں سیرت کی کتابوں کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کروں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ کردار کی تعمیر، عقیدہ کی پختگی، اخلاق کی پاکیزگی اور ایمان کی تخم ریزی و پرورش کے لیے اس سے مؤثر کوئی چیز نہیں۔ اس لیے شروع ہی سے سیرت کی کتابوں سے مجھے ایک خاص لگاؤ اور ان کے مطالعہ اور حصول کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ میں کتابوں کی فہرستوں کو جو مکتبے اکثر شائع کرتے رہتے ہیں، ہمیشہ بڑے شوق سے دیکھتا تھا۔ ایک مرتبہ میری نظر کسی فہرست کتب میں "رحمۃ للعالمین" پر پڑی، اور میں نے اس کتاب کا آرڈر بھجوا دیا، اس وقت اس کتاب کے دو نسخے چھپے تھے، اور ایک بچے کا محدود بجٹ (جس کی عمر ۱۰ یا گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی) اس کتاب کو خریدنے سے یقیناً قاصر تھا، لیکن اس عمر کے بچے بجٹ کے اصول و قواعد اور معاشیات کے ضوابط کے پابند نہیں ہوتے۔ وہ صرف اپنی معصوم تمناؤں اور جذبات کے ساتھ چلتے ہیں۔

ایک روز ڈاکیہ ہمارے چھوٹے سے گاؤں میں ڈاک لے کر آیا تو اس کے پاس اس کتاب کا پیکٹ بھی تھا، میں نے دیکھا کہ میرے پاس اس کتاب کو خریدنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ میری والدہ صاحبہ (اللہ ان کی عمر دراز فرمائے — اس مضمون کی تحریر کے بعد ۹ جمادی الآخری ۱۳۸۸ھ میں انھوں نے انتقال فرمایا۔ والدہ مرحومہ خاص معمولات و کیفیات کی مالک تھیں، حافظ قرآن تھیں، شعر

بھی کتنی تھیں ۔ کئی مفید کتابیں اور دعاو مناجات کے پُر اثر مجموعے ان کی یادگار ہیں ۔ جن کو اس یتیم بچے کی ہر خاطر عزیز تھی ، بھی یہ رقم دینے سے معذرت کر دی ۔ اس لیے کہ اس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا میں نے دیکھا کہ اس وقت میرا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہے ۔سوائے اس سفارشی کے جس سے بچوں نے اکثر کام لیا ہے ، اور ان کو اس کا تجربہ ہے ، کہ اس کی سفارش کبھی رَد نہیں کی جاتی ۔ یہ وہ سفارش ہے جس کی مدد سیدنا عمر بن ابی وقاص رضؓ نے لی تھی ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش قبول فرمائی تھی ۔ اور ان کو غزوۂ بدر میں شرکت کی اجازت دے دی تھی ۔ یہ آنسوؤں اور معصوم گریۂ و بکا کی سفارش ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے یہاں بہت وقیع ہے اور ضرور سنی جاتی ہے ۔

چنانچہ یہی ہوا ، میری شفیق والدہ کا دل قدرتی طور پر نرم پڑ گیا ۔ انھوں نے کہیں سے کوشش کر کے یہ رقم میرے حوالہ کی ، اور میں نے یہ کتاب حاصل کر لی ۔

اب میں نے کتاب کو پڑھنا شروع کیا اور کتاب نے میرے دل کو ہلا کر رکھ دیا ، لیکن یہ کوئی تند و تیز ، ناگوار اور پریشان کُن حیرت نہ تھی ۔ یہ بہت نرم گداز اور رُوح پرور و جان سوز حرکت تھی ، میرا دل خوشی سے اس طرح جھوم اٹھا ، جیسے بادِ بہاری سے کوئی شاخ گل جھُوم اٹھے ، اور پھولوں کے بوجھ سے

یہ وہ فرق ہے ، جو عام فاتحین ، نامور شخصیت کے خیالات زندگی ، اور سیرت النبی کی کتابوں میں آپ کو نظر آئے گا ۔ وہ کتابیں بھی دل میں ایک حرکت ، اضطراب اور تموج پیدا کرتی ہیں ۔ لیکن وہ اضطراب دل پر باہر سے حملہ آور ہوتا ہے اور ناگوار اثر چھوڑتا ہے ۔ اس کے برخلاف سیرتِ نبویؐ کی کتابوں سے دل میں جو حرکت پیدا ہوتی ہے ، وہ خود قلب مومن سے اٹھتی ہے ، اس کو آرام و راحت پہونچاتی ہے ، اور سکون و مسرت سے ہم آغوش کرتی ہے ۔

میرا دل اس کتاب کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ ہو گیا ، اور اس نے اس سے ایسا لطف لینا شروع کیا جیسے وہ اسی کتاب کے انتظار میں تھا ۔ میں نے اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ایک نئی اور عجیب لذت محسوس کی اور یہ ان تمام لذتوں سے بڑھ کر تھی ۔ جس نے اپنی عمر کے اس دور میں (اس اضافہ کے ساتھ میں شروع ہی سے بہت ذکی الحس واقع ہوا ہوں) آشنا تھا ، نہ بھوک کے وقت مزے دار کھانے کی لذت تھی اور نہ عید کے دن نئے جوڑے کی ، اور شوق و ولولہ کے ساتھ کھیل کود کی ، نہ مسلسل محنت پڑھائی ، اور اس مذاکرہ کے بعد چھٹی کی نہ کسی مقابلہ یا میچ میں فتح کی ، اور نہ کسی ہمدم دیرینہ اور مہمان عزیز کی ملاقات کی ، یہ ان تمام نعمتوں اور لذتوں میں کسی لذت سے مشابہ نہ تھی ۔ یہ ایک ایسی لذت تھی جس کا مزہ میں جانتا تھا ، لیکن اس کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا تھا ۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ اس کو متعین طور پر بیان کرنے اور ایک یا دو لفظوں میں اس کو ادا کرنے سے میں آج تک قاصر ہوں ، زیادہ سے زیادہ جو کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ روح کی لذت ہے ۔ کیا بچے روح نہیں رکھتے اور ان کو روحانی لذت کا احساس نہیں ہوتا؟ نہیں ، بخدا یہ معصوم بچے بڑوں سے زیادہ لطیف روح کے مالک ہیں اور زیادہ صحیح شعور رکھتے ہیں ، خواہ وہ اس کو بیان نہ کر سکیں ۔

میں اس سرُور انگیز اور وجد آفرین کتاب میں جب قریش کے ان لوگوں کے واقعات پڑھتا تھا جو اسلام لاتے تھے ، اور اس کے نتیجہ میں ان کو سخت سے سخت اذیتیں دی جاتی تھیں ، اور وہ ان کو صبر و استقامت بلکہ لذت و مسرت کے ساتھ برداشت کرتے تھے ، تو اس وقت میں محسوس کرتا تھا کہ یہاں ایک لذت اور بھی ہے جس سے امرار و اغنیار اور وہ لوگ جن کو دنیا والے خوش نصیب و اقبال مند سمجھتے ہیں ، بالکل ناواقف ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کو راہِ حق میں کوئی تکلیف اٹھانی پڑے ، عقیدہ کی خاطر ظلم برداشت کرنا پڑے ، اور دعوتِ دین کے راستہ میں آپ کو ذلیل کیا جائے ۔ یہ وہ لذت ہے کہ فتح و کامرانی اور عروج و اقبال اور جاہ و اقتدار کی کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ، میں نے دیکھا کہ میرا دل اس بات کا متمنی ہے کہ اس کو یہ لذت ، عزت اور سعادت حاصل ہو خواہ پوری عمر

طِبّی مشورے

—— حکیم آزاد شیرازی ——

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں ۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

صرع اطفال

س : بندہ ۱۸ سال سے خدام الدین کا قاری ہے جس میں صحت کے متعلق آپ کے تحریر کردہ نسخہ جات سے مستفید ہونے کا موقع ملتا رہتا ہے ۔ میرے بچے کی عمر ۱۸ سال ہے جس کو ایک دورہ پڑتا ہے جسے حکمار صرع یا مرگی تجویز کرتے ہیں ۔ سوتے وقت بھی دورہ پڑتا ہے ۔ زبان میں لکنت آگئی ہے ناک بند رہتی ہے ، علاج کی ہر ممکن کوشش کی گئی ۔ لیکن مرض دور نہیں ہو سکا ۔ براہِ کرم کوئی مفید نسخہ تجویز فرمائیں ۔

محمد رفیق مدرس چک $\frac{159}{E.B.}$ اورنگ آباد
براستہ عارف والا ۔ ضلع ساہیوال

ج : اگر آپ کے بچے کو بچپن ہی سے یہ تکلیف ہے تو اسے صرع اطفال یعنی بچوں کی مرگی کہیں گے ورنہ صرع یعنی مرگی کا نام دیں گے ۔ یہ مرض لا علاج نہیں لیکن مستقل مزاجی سے علاج ضروری ہے ۔ آپ بچے کو صبح و شام ۳/۲ ماشہ خمیرہ گاؤ زبان ، عود صلیب والا کھلائیں نیز ایک عدد عود صلیب اس کے گلے میں لٹکائیں مندرجہ ذیل معجون بنا لیں اور صبح و شام ۹/۶ ماشہ کھانے کے بعد کھلائیں ۔

(۱) اسطوخودوس (۲) افتیمون (۳) عاقرقرحا (۴) بسفائج (۵) عود صلیب ہر ایک ڈیڑھ تولہ ، مویز منقیٰ ۲ تولے اور سب دواؤں سے تین گنا شہد خالص ملا کر معجون تیار کر لیں ۔ علاوہ ازیں ایک عدد ہزارپایہ یعنی کنکھجورا کسی لکڑی سے ماریں ۔ اسے جلا کر راکھ کسی شیشی میں سنبھال لیں دورہ کے وقت ذرا سی نسوار دیں ۔ اس متواتر علاج سے انشاء اللہ آپ کا بچہ صحت یاب ہو گا ۔

رعشہ

خدام الدین سے آپ کے متعدد نسخہ جات اپنی بیاض میں نقل کئے ہیں ۔ احقر کی عمر ۶۵ برس ہے عرصہ تین سال سے سر کا نپنا شروع ہوا ۔ خصوصاً نماز پڑھتے اور لکھتے وقت تکلیف زیادہ ہوتی ہے ۔ ایک حکیم صاحب کے کہنے پر معجون فلاسفہ خود تیار کر کے سال بھر کھائی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ انگریزی دوائیں بھی کھائیں لیکن نفع نہیں ہوا ۔ براہِ کرم کوئی مفید نسخہ تحریر فرمائیں ۔

محمد یوسف ہزاروی خطیب و امام چک ۲۴
براستہ اوکاڑہ (ضلع ساہیوال)

ج : محترم ! آپ کو رعشہ لاحق ہے لہٰذا معجون فلاسفہ اس کا علاج نہیں تھا ۔ ایک آسان اور مفید نسخہ پیش خدمت ہے :-

۱ ۔ عاقرقرحا ۱ تولہ (۲) جُند بیدستر ۱ تولہ (۳) شیطرج ۱ تولہ (۴) ایارج فیقرا ۲ تولہ سب کو باریک پیس لیں روزانہ صبح ۳/۲ ماشہ گرم پانی سے کھایا کریں ۔ انشاء اللہ صحت ہو گی ۔

ناک کی ہڈی کا اپریشن

س : احقر کے ایک بچے کو نزلہ اور کھانسی کی عام شکایت رہتی ہے ۔ انگریزی اور دیسی علاج کافی کیا ہے ۔ لیکن فائدہ ندارد ۔ اب ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں کہ اس کی ناک کی ہڈی بڑھ گئی ہے ۔ اس کا اپریشن کراؤ ۔ بچے کی عمر اٹھارہ برس ہے ۔ اپریشن کے اخراجات کی ہمت نہیں کوئی مجرب اور مفید نسخہ تحریر فرمائیں ۔

محمد یوسف ہزاروی
چک ۲۴ ۔ ضلع ساہیوال

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں۔ (مدیر)

مسئلہ اقربا نوازی

تالیف: مولانا محمد نافع صاحب
قیمت: ۳۰/- روپے
ملنے کا پتہ: دارالتصنیف جامع محمدی جھنگ۔
۲- مکتبہ ۵ بخشی سٹریٹ سرکلر روڈ لاہور

حضرت مولانا محمد نافع پختہ کار، محقق اور صاحب نظر عالم ہیں اگلے بزرگوں کی سی بھلائیاں ان کے اندر موجود ہیں۔ انہوں نے "رحماء بینہم" کے عنوان سے تین جلدوں میں بڑی فاضلانہ اور محققانہ کتاب لکھی۔ جس میں حضرات صحابہ علیہم الرضوان کے باہمی تعلقات پر بڑی ہی جاندار بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک دنیا سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے ـــــ زیر نظر تالیف جو ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے درحقیقت "رحماء بینہم" کے حصہ سوم (حصہ عثمانیؓ) سے ملحق اور اس کا گویا دوسرا حصہ ہے کتاب کی ظاہری خوبیاں تو ایک نظر دیکھتے ہی سامنے آ جاتی ہیں۔ اصل خوبی وہ ہے جس کا تعلق اس کے مضامین سے ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے خلیفہ راشد اور امام برحق پر "اقرباء نوازی" کے سلسلہ میں بیگانوں اور نام نہاد اپنوں نے جو تہمتیں باندھیں وہ ایک المیہ ہے۔ اس عنوان پر بہت سے خدام صحابہ خامہ فرسائی کر چکے ہیں لیکن بوجوہ یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے ـــ حضرت علام نے احقاق حق اور دفاع عن الصحابہ کا خوب خوب حق ادا کیا ہے، اور ساتھ ہی متانت و سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اور یہی اہل نظر کی شان ہے۔

بہرحال ہم دعاگو ہیں کہ خدا اس نیکی کا انہیں اجر دے اور حضرات صحابہؓ کے ساتھ صبح قیامت میں محشور فرمائے۔ اہل سنت کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق اس کی قدر کریں گے۔

مولانا ظفر احمد کی کتابیں

ہمارے فاضل دوست مولانا ظفر احمد قادری (واہگہ) بڑے دردمند مسلمان اور باہمت عالم ہیں۔ ہمت و شوق نے ان سے بڑے بڑے کام کرائے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے ان کے مرتبہ چار کتابچے موجود ہیں۔

۱- مجموعہ چہل حدیث ـــ جو پانچ بزرگوں حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت ملا علی قاری، نواب قطب الدین، مفتی عنایت احمد اور مولانا محمد حسین دہلوی کی مرتب کردہ ہیں، پانچوں بزرگوں کی چہل حدیث کا مجموعہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے کتب خانہ سے حاصل کر کے حضرت محدث عصر مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کے ارشاد سے شائع کر دیا ہے۔

۲- مسئلہ حیات مع درود و سلام پر مشتمل رسالہ ہے جس میں حضرات علماء دیوبند کا عقیدہ بہ سلسلہ حیات النبی اور درود و سلام بڑی وضاحت و تفصیل اور محبت و عقیدت سے مرتب کیا ہے۔

۳- انوار الاولیاء بزرگانِ دین کے اقوال و ملفوظات کا گراں قدر اور حسین مجموعہ۔

۴- ایصال ثواب مع موت و ما بعد الموت مضمون عنوان سے ظاہر ہے۔

مولانا کی خوبی یہ ہے کہ

(باقی ۱۸ پر)

بچوں کا صفحہ

راست گوئی

شاہد محمود قریشی، واہ کینٹ

پیارے بچو! اسلام ہمارا دین ہے۔ اس دین کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند فرمایا ہے اور اس دین کو اختیار کر کے ہمیں مسلمان کہلانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اسلام نے ہمیں بہت سی اچھی عادات اپنانے کا حکم دیا ہے۔ ان عادات میں سے ایک عادت ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا بھی ہے۔

اسلام میں سچائی کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولًا سدیدا ○

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہا کرو۔

اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم (جن کو کفار مکہ بھی ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے "صادق" کہا کرتے تھے) کا ارشاد ہے کہ علیکم بالصدق ـ سچائی اختیار کرو، فان الصدق یھدی الی البر۔ کیونکہ سچائی نیکی تک پہنچا دیتی ہے۔ والبر تھدی الی الجنۃ۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے سچائی کی نہ صرف زبانی تعلیم دی ہے بلکہ آپ کی پوری زندگی صدق بیانی کا عملی نمونہ ہے۔ آپ نے بڑی سے بڑی تکلیف میں بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ چنانچہ تاریخ میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر آپ دشمنوں میں گھر گئے۔ آپ کے ساتھی (حضرات صحابہ کرام) آپ سے دور رہ گئے۔ آپ نے اس وقت بھی انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سچائی کا نعرہ بلند کیا کہ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابْنُ عبدالمطلب۔ (میں اللہ کا نبی ہوں اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا (نسبی) بیٹا ہوں) جنگ کے دوران بڑے افسر ہمیشہ اپنی شخصیت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ دشمن ان کی اہمیت سے باخبر ہو کر کہیں انہیں نشانہ نہ بنا لے لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے اس نازک موقع پر بھی سچائی کا برملا اظہار فرمایا۔

یہ آپ کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ آپ کے صحابہؓ بھی ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لیتے تھے مگر سچ بولنے سے باز نہیں آتے تھے۔

تاریخ میں صحابہ کرامؓ کے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ انہیں مختلف قسم کی تکالیف اٹھانا پڑیں ان کے جسم نیزوں سے چھلنی کئے گئے انہیں سولی پر لٹکایا گیا۔ مگر وہ حقیقت اور سچائی کے اظہار سے نہ رک سکے۔ حضورؐ کے دو صحابیوں حضرت خبابؓ ابن الارت اور حضرت زید بن دثنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہیں کفار نے دھوکہ سے گرفتار کر کے مشرکین مکہ کے حوالے کر دیا۔ مشرکین مکہ نے اعلان کر دیا کہ ان دونوں کو فلاں دن مجمع عام میں پھانسی دے دی جائے گی۔

پھانسی دینے کے روز بہت سے کفار و مشرکین اکٹھے ہو گئے۔ جب سولیاں تیار ہو گئیں تو کفار کے سردار نے ان صحابیوں سے کہا کہ اگر تم اب بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کو جھوٹا کہہ دو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے اور تمہیں رہا کیا جا سکتا ہے۔ اگر حضرت خباب اور حضرت زید چاہتے تو وقتی طور پر جھوٹ بول کر اپنی جان بچا سکتے تھے مگر انہوں نے جھوٹ بولنے پر موت کو ترجیح دی اور واضح الفاظ میں کہنے لگے۔

(باقی ۹ پر)

دورہ حدیث کے طلباء کو بشارت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اٹک شہر کی مرکزی دینی علوم کی درسگاہ جامعہ مدنیہ میں دور حاضر کے محدث کبیر مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اکوڑہ خٹک (ستارہ امتیاز) نے دورہ حدیث کا افتتاح فرما دیا ہے اس جماعت کو حضرت علامہ انور شاہؒ کے فیضیافتہ اور حضرت مدنیؒ کے شاگردِ رشید اور شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد زاہد الحسینی خود دورۂ حدیث پڑھائیں گے۔ بیرونی طلبہ کو قیام و طعام کے علاوہ پچاس روپیہ نقد ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائیگا۔

داخلہ ۱۲ر ذی الحج تک جاری رہے گا۔

دالحاج: عبدالرحمٰن صاحب ناظم جامعہ مدنیہ
اٹک شہر

ماہانہ مجلسِ ذکر

حسب سابق انشاء اللہ تعالےٰ ۴ر اکتوبر ۸۱ء بروز اتوار بعد نماز مغرب خضرا مسجد سمن آباد لاہور میں ہوگی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم شرکت فرمائیں گے۔ دعوت عام ہے۔

اخوّت اور مساوات ہے پیامِ رسولؐ

ہے سب سے اونچا جہاں میں فقط مقامِ رسولؐ
بلند عرش سے ہے مسجد الحرامِ رسولؐ

ہر ایک دل میں خدا کا گذر تو ہے، لیکن — خدا کے قلب میں ہے مستقل قیامِ رسولؐ
وُہ حمد ہو کہ محمّدؐ، احَد ہو یا احمدؐ — جہاں ہے نامِ خدا، وہیں پہ ہے نامِ رسولؐ
وُہ آفتابِ نبوّت، وُہ بدرِ غارِ حرا — امینِ رشد و ہدایت، مہِ تمامِ رسولؐ
حسین ترین ہے جو صورت، ہے صورتِ احمدؐ — بلیغ تر جو سخن ہے، وُہ ہے کلامِ رسولؐ
حدیث بھی تو ہے قرآنِ پاک کی تفسیر — کہ جو کلامِ خدا ہے، وہ ہے کلامِ رسولؐ
ہے جو حدیث کا منکر، ہے منکرِ قرآں — وہی غلامِ خدا ہے، جو ہے غلامِ رسولؐ
عمرؓ ہوں یا کہ ہوں عثمانؓ، علیؓ ہوں یا صدیقؓ — نجومِ عرشِ نبوّت ہیں سب غلامِ رسولؐ
یہ چاروں یارِ نبیؐ، روشنی کے ہیں مینار — یہی تو ہیں در و دیوار و سقف و بامِ رسولؐ
وُہ کون تھے، وُہ ابوبکرؓ، یارِ غار تھے وُہ — نبیؐ نے جن کو بنایا تھا خود امامِ رسولؐ
خدا کا گھر ہے اُدھر، روضۂ نبیؐ ہے اِدھر — ہے مکّہ صبحِ نبیؐ اور مدینہ شامِ رسولؐ
ہے مومنوں کے لئے باعثِ نجات یہی — سلامِ صبحِ نبیؐ اور درودِ شامِ رسولؐ
رسولؐ راہِ ھدیٰ سے بھٹک نہیں سکتا — خدا کے ہاتھ میں ہر لحظہ ہے زمامِ رسولؐ
نسیمِ صبح! اُڑا کر مجھے وہیں لے چل — جہاں ہے روضۂ نبویؐ، جہاں ہے بامِ رسولؐ
چٹائی ایک، کھجوریں دو چار اور پانی — تھا زندگی کے لئے بس یہ اہتمامِ رسولؐ
کھجور کھائی، پیا ایک گھونٹ پانی کا — یہی تھی صبحِ نبیؐ اور یہی تھی شامِ رسولؐ
دیا بقدر ضرورت، لیا بقدرِ ہنر — تھا سلطنت کا یہ آئین و انتظامِ رسولؐ
ضروریات سے زائد ہے جو، لُٹا ڈالو — یہی ہے حکمِ خدا اور یہی پیامِ رسولؐ
مگر محبّتِ زر نے اِسے کیا گمراہ — بھُلا دیا ہے مسلمان نے پیامِ رسولؐ
خرید لی ہے خدا نے بہشت کے بدلے — یہ جان و دولتِ مومن، بدستِ جامِ رسولؐ
نہیں ہے جان کا مالک، نہ مال کا مالک — ہر ایک بندۂ مومن ہے نقشِ گامِ رسولؐ
کوئی غلام نہ آقا، غریب اور نہ امیر — اخوّت اور مساوات ہے پیامِ رسولؐ

اُسی کو کہتے ہیں آزاد، اہلِ قلب و نظر
زبانِ حال سے جو شخص ہو غلامِ رسولؐ

۱۲ر ستمبر ۱۹۸۱ء — آزادؔ شیرازی مدیر تذکرہ لاہور

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۳، ۲۴۸۱- مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۶/۹/۶۷-۲۰۷ D.D.A9-۲۴ اگست ۶۷ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲۱.۶/۴۰/۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء
قرآن پاک
پڑھئے — عمل کیجئے
— اور دارین میں کامیابی حاصل کیجئے
بہترین طباعت سے آراستہ • عمدہ کاغذ • شاندار جلد
حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم و محشیٰ
قرآنِ عزیز
خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
قسم اعلیٰ ۱۲۰/۰۰ روپئے قسم اول ۸۲/۰۰ روپئے قسم دوم ۵/۰۰، روپئے قسم سوم ۵۰/۰۰ روپئے
ناشر
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور